نظم و ضبط(DISCIPLINE)

عبداللہ راشد ہیڈ ماسٹر

ان جماعتوں کا عدم اور وجود برابر ہوتا ہے جنہوں نے پرزے تو فراہم کردئے مگر ان کے جوڑنے اور کس کر مشین کی طرح باقاعدہ چلانے کا کوئی انتظام نہ کیا۔ اگر مطلوبہ اوصاف کے افراد جمع تو ہو جائیں مگر ان کے دل باہم جڑے ہوئے نہ ہوں' ان میں تعاون اور نظم و ضبط نہ ہو' ان کو مل کر کام کرنے کا ڈھنگ نہ آتا ہو اور باہم مشورہ و تنقید کے صحیح طریقوں سے نابلد ہوں تو محض ان کا جمع ہو جانا کوئی مفید نتیجہ بر آمد نہیں کر سکتا۔ جہاں آپس کی بد ظنی' تجسّس' عیب جوئی' غیبت' اور چغل خوری کا سلسلہ چل رہا ہو' جہاں بہت سے لوگ دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف نفرت اور کینہ پال رہے ہوں اور بغض و حسد کی بنا پر ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہوں اور جہاں بہت سی مجروح خودیاں انتقام کے جذبات سے لبریز ہوں۔ وہاں خفیہ آتش فشاں کا لاوا پھوٹ پڑے بغیر نہیں رہ سکتا۔ وہاں کوئی چیز دھڑے بندیوں کو روک نہیں سکتی۔ وہاں کسی تعمیری تعاون کا تو درکنار' تعلقات کی خوشگواری تک کا امکان باقی نہیں رہتا۔ ایسے ماحول میں کشیدگی اور کش مکش ناگزیر ہے اور وہ صرف نفسیاتی مریضوں تک ہی محدود نہیں رہتا بلکہ رفتہ رفتہ اچھے خاصے نیک نفس لوگ بھی اس میں مبتلا ہوتے چلے جاتے ہیں۔ آدمی دوسروں کے متعلق ایک بری رائے قائم کرتا ہے۔ پھر اس کا ثبوت فراہم کرنے کیلئے ان کے حالات کی ٹوہ لگانا شروع کرتا ہے۔

انسان کو خواہ وہ حاکم ہو یا محکوم' آفیسر ہو یا ماتحت، عالی ظرف' فراخ دل اور حوصلہ مند ہونا چاہئے۔ نیز اپنے عیوب کے معترف اور دوسروں کی بھلائی کے قدر دان ہوں جو اتنا بڑا دل رکھتے ہوں کہ لوگوں کی کمزوریوں سے چشم پوشی کر سکیں۔ جو طاقت سے دبائے نہ جا سکیں' دولت سے خریدے نہ جا سکیں' مگر حق اور راستی کے آگے بے تامل سر جھکا دیں۔ یہ دلوں کو موہ لینے والے اخلاق ہی ہیں جنکی کاٹ تلوار کی کاٹ سے بڑھ کر اور ان کا سرمایہ سیم و زر کی دولت سے گراں تر ہے۔ کسی فرد کو یہ اخلاق میسر ہوں تو وہ اپنے گردو پیش کو مسخر کر لیتا ہے۔ لیکن اگر کوئی جماعت ان اوصاف سے متصف ہو تو ملک کے ملک اس کے آگے مسخر ہوتے چلے جاتے ہیں۔

تنظیم اور مضبوطی لازم و ملزوم ہیں یہ دونوں نظم و ضبط ہی کے برگ و بار ہیں۔ نظم و ضبط کی اہمیت تمام شعبہ ہائے زندگی میں مسلم ہے۔ انسان ایک معاشرتی حیوان ہے۔ اسے معاشرے میں رہنا ہے اور اس کے لئے لازمی ہے کہ وہ معاشرے کے مقرر کردہ ضوابط کی پابند کرے۔ ڈسپلن کے بغیر انسانی زندگی کی مثال ایک ایسے جہاز کی ہے جس کا کوئی ملاح نہ ہو۔ ڈسپلن ایک قسم کی تربیت ہے جس میں انسان کے ذاتی پسند ناپسند کو اجتماعی مفادات پر قربان کرنا پڑتا ہے۔ ہر شخص کیلئے یہ لازمی ہے کہ معاشرے کے وضع کردہ اصول و ضوابط کو اپنی من مانیوں پر ترجیح دے۔

ڈسپلن آسمانوں کی رفعتوں اور زمین کی گہرائیوں میں بھی کارفرما نظر آتا ہے۔ حیوانات' کیڑے مکوڑے' چرند پرند' یہاں تک کہ چیونٹیوں اور شہد کی مکھیوں کے طور طریقے دیکھیں۔ کسطرح منظّم انداز میں کاروبار زندگی چلاتے ہیں۔ نظم سے ہر معاملے میں ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے اور بدنظمی سے ابتری اور بے ترتیبی۔ انفرادی زندگی میں بھی ڈسپلن ہی کے ذریعے ضبط نفس' خوداعتمادی اور جذبہ ایثار و قربانی پیدا ہو سکتے ہیں۔ اور نفسانی خواہشات کو قابو میں رکھا جاسکتا ہے جو اس کی پابندی نہیں کرتے وہ وقتاً فوقتاً مختلف قسم کے مسائل اور مشکلات سے دوچار ہوتے رہتے ہیں۔ ڈسپلن ہی کے ذریعے انسان اپنے دینی اور دنیاوی مقاصد کے حصول میں کامیاب ہو سکتا ہے۔

تعلیمی اداروں ' فوج اور حج بیت اللہ شریف جیسی اجتماعی سرگرمیوں میں تو ڈسپلن بہت ہی ضروری اور لازمی ہے۔ اس کے بغیر طلباء نہ حصول علم میں کامیاب ہو سکتے ہیں اور نہ ان میں ثابت قدمی اور ایک دوسرے کو برداشت کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ بلکہ حصول علم کیلئے ماحول اور آمادگی تک پیدا نہیں ہو سکتی۔

امن ہو یا جنگ' فوجی دستوں کے روزمرہ معاملات اور مختلف اقسام کے فرائض کی ادائیگی نظم و ضبط کی پابندی پر ہی منحصر ہے۔ ایک مختصر مگر منظّم فوج' غیر منظّم بڑی بڑی افواج پر غالب آجاتی ہے۔ جسکی بین مثال جنگ بدر میں سالار اعظم ﷺ کی سوفیصد تابع فرمانی کے نتیجے میں 313 بے سروسامان مجاہدین نے ہر قسم کے اسلحہ سے لیس 1000 سورماؤں کے لشکر جرار کو شکست فاش دیکر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اللہ تعالیٰ کی نصرت کو ثابت کر دیا۔

مگر جنگ احد میں جیتی ہوئی جنگ سالار اعظم ﷺ کی حتمی ہدایات سے بے اعتنائی پر شکست میں تبدیل ہو گئی۔ ☆

کھیل کا میدان ہی کیوں نہ ہو نظم و ضبط فتح و کامرانی کی ضمانت ہے۔ کسی بھی جگہ ڈسپلن کو پس پشت ڈالنے کا نتیجہ تباہی و بربادی اور ناکامی ہوتی ہے۔ انفرادی سطح پر نظم و ضبط کی پابندی کرنیوالے فرد کی اور اجتماعی سطح پر منظّم قوم کی کامیابی و کامرانی اور عزت و مقبولیت یقینی ہوتی ہے۔

☆ غزوہ احد میں واضح فتح کے بعد مشرکین کو ایسا موقع ملا' جس کی بنا پر مجاہدین اسلام کو زیادہ جام شہادت نصیب ہوئی۔ چونکہ 70 صحابہ شہید ہوئے جبکہ کفار میں سے جہنم رسید ہونے والوں کی تعداد (شیخ صفی الرحمٰن کی ترجیح کے مطابق) 37 تھی۔ (الرحیق المختوم ص ۲۸۴) اور مشرکین میں سے اکثر اس خوش فہمی میں مبتلا تھے کہ محمد رسول اللہ ﷺ اور حضرات صدیقؓ و فاروقؓ بھی خلعت شہادت سے سرفراز ہوئے ہیں اس بنا پر وہ اسے اپنی فتح سمجھتے تھے۔

لیکن اس غزوہ پر غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں کفار کو فتح نہیں ملی اور مسلمان شکست سے دوچار نہ ہوئے۔ کیونکہ:

1- بدر کی طرف آتے ہوئے کفار قریش نے عزم کیا تھا کہ مدینہ فتح کر کے بدر میں تین دن فتح کا جشن مناتے ہوئے شراب و کباب اور ناچ گانے کا اہتمام کیا جائے گا۔ اسی مقصد کیلئے وہ حسب پروگرام احد میں لڑنے آئے تھے۔ لیکن یہاں بھی یہ

موقع نہ ملا اور انہیں واپس پلٹنا پڑا۔

-2 اس زمانے میں جنگ کا قاعدہ تھا کہ فاتح، مفتوح سے مال غنیمت لوٹتا اور عورتوں اور بچوں کو قید کر کے لے جاتے۔ لیکن ان کا یہ خواب بھی چکنا چور ہو گیا۔

-3 وہ نبی رحمت ﷺ اور آپ کے دونوں مقرب و معتمد ترین وزیروںؓ کو قتل کرنے میں ناکام ہوئے۔

-4 واپس جاتے ہوئے کفار اپنی ان ناکامیوں پر افسردہ ہوئے اور ان مقاصد کے حصول کی خاطر دوبارہ حملہ کا ارادہ کیا لیکن اسلامی فوج ان کے تعاقب میں حمراء الاسد تک پہنچی تھی۔ جسکی خبر پا کر انہیں واپس پلٹنے کی ہمت نہ ہوئی۔

-5 انہوں نے مسلمانوں کو واپسی کا خوف دلانے کی کوشش کی۔ لیکن اس سے صحابہ کی ہمت مزید دو چند ہوئی۔﴿الذین قال لهم الناس ان الناس قد جمعوا لكم فاخشوهم فزادهم ايما نا و قالوا حسبنا الله و نعم الو كيل﴾(العمران ۱۷۳)

ان حقائق کی روشنی میں صحیح بات یہ ہے کہ غزوہ احد ہار جیت کے فیصلے کے بغیر ختم ہو گیا۔ اور اسی کی طرف اللہ تعالیٰ یوں اشارہ فرماتا ہے:﴿ولا تهنوا فی ابتغاء القوم ان تكونوا تالمون فانهم يالمون كما تالمون و ترجون من الله مالا يرجون و كان الله عليما حكيماO﴾(النساء ۱۰۴۔ الرحیق المختوم ۲۸۸)

☆☆☆☆☆☆☆

﴿ الا بذكر الله تطمئن القلوب ﴾

فطرت انسانی تجسس پسند، ارتقاپذیر اور جویائے حق واقع ہوئی ہے۔ وہ زیادہ عرصے تک اسیر اوہام نہیں رہ سکتی۔ اس کو زندگی کے صرف اسی نظام سے اطمینان حاصل ہو گا جو بے خطا اور علم کی حقیقی بنیادوں پر استوار ہو۔

اس کے اصول و ضوابط اس قدر محفوظ اور منضبط ہوں کہ اس کا ایک ایک حرف اور ایک ایک نقطہ ہر طرح کے شک و شبہ سے پاک ہو اور اپنی معنویت اور وسعت کے لحاظ سے حیات انسانی کے ہر شعبے پر محیط ہو۔

﴿ذلك الكتاب لا ريب فيه﴾